# پنجابی پر پشتو زبان کے اثرات
## (تاریخی، لسانی اور جغرافیائی عوامل)

ڈاکٹر محمد حنیف خلیل*


## Abstract

*Pashto is one of the most ancient languages of the subcontinent which impacted deeply the other oriental languages. Similarly Punjabi too is a widely spoken language of the Punjab and surrounding areas as well. Due to its geographical vastness Punjab is considered the most important part of India. Though there are a number of languages and dialects spoken in this vast area of Punjab but the central occupied by that Punjabi language which was also called Hindivi and Urdu. In this vast region of Punjab, Pukhtoons have been settled during different periods of history in different capacities. Punjab has tremendous power of absorption that's why the people who come here left their imprints. Pashto has nearly the same impacts on Punjabi as it has on Urdu because firstly Urdu and Punjabi have very close relations so much so the Urdu and Punjabi are the two names of a single language. Since Urdu had different regional names, among them one name is Punjab in the old days. Now due to very cosmetic variations, Punjabi is now a separate language. Secondly after Peshawar, Punjab is used to be the base of invasion of those pukhtoons invaders who invaded India. Therefore, the interaction of Pakhtoons and Pashto language was a natural process with the local people Punjabi and their dialect. Thirdly Punjabi was*


* قومی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان، قائداعظم یونیورسٹی،اسلام آباد۔

*previously known as Lahori which is also called Hindi, and Hindvi before it was called lahori and Pashto has already deep impacts on it. Since Punjabi is a separate language by dent of linguistic and dialectical changes therefore, a stage wise analysis from ancient time up to the present day impacts of Pashto on Punjabi should be made . This paper deals with the said linguistic and cultural analysis*

پنجاب (پانچ دریاؤں کی سرزمین)عرصہ دراز سے اپنی منفرد تاریخی، لسانی اور جغرافیائی شناخت کی حامل ہے مگر اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پنجاب کے جغرافیائی، لسانی اور تہذیبی شناخت کئی دیگر تہذیبی و لسانی عوامل کا مرہون منت ہے۔پنجاب مختلف ادوار میں کئی تہذیبی اکائیوں کا مسکن اور کئی اقوام کا آماج گاہ رہا ہے جنہوں نے پنجاب کے ثقافتی منظر نامہ پر بہت گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ اسی تہذیبی و تاریخی پس منظر میں کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان پر مختلف یلغاروں کے دوران پنجاب کئی حملہ آوروں کا مسکن رہا ہے جس کی وجہ سے پنجاب پر بیرونی اقوام کے تہذیبی و تاریخی اثرات نمایاں ہیں۔ ہندوستان کی طرف وسطی ایشیاء کے جتنے اقوام نے مختلف ادوار میں پیش قدمی کی ہے، پنجاب اُن کا مسکن و آماجگاہ رہا ہے۔ ان اقوام میں ایرانی وافغانی بہت نمایاں رہے ہیں۔ ہندوستان پر ایرانی وافغانی اقوام کے بیشتر یلغار یں درہ خیبر کے راستے سے ہوئی ہیں جن کی وجہ سے پنجاب کی زبان اور تہذیب و ثقافت پر ان اقوام کے ثقافتی اقدار کے بہت گہرے اثرات منقش ہوئے ہیں۔ان ہی اثرات میں ہم دیکھتے ہیں کہ پنجابی زبان پر پشتو کے کیا اثرات ہیں اور ان اثرات کے پس منظر میں کون سے تاریخی، لسانی اور جغرافیائی عوامل کارفرما رہے ہیں۔

پنجابی پر پشتو زبان کے اثرات کے ساتھ ساتھ ہم اُردو زبان پر بھی پشتو کے اثرات کی جانب کچھ اشارے ضرور کریں گے کیونکہ پنجابی بذات خود اُردو کی قدیم شکل کے زیر اثر رہی ہے۔اُردو ززبان کے کچھ نام ہندوستان کے مختلف جغرافیائی اکاویوں کی نسبت سے رہی ہیں جیسے دکنی، گجراتی، ملتانی، لاہوری وغیرہ۔ اسی نسبت سے پنجاب میں بولی جانی والی ہندوستانی زبان پنجابی کے نام سے موسوم رہی۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اُردو زبان پر

پشتو کے اثرات کے ضمن میں اُن تاریخی عوام کا حوالہ دیا جائے جو بعد میں ہندوستانی سر زمین( پنجاب) کی زبان پر بھی ان اثرات کا پڑنا ایک فطری عمل تھا۔ لہٰذا پہلے ہندوستان کے تہذیبی، ثقافتی اور لسانی پس منظر میں افغانستان اور پشتونوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں فارغ بخاری صاحب نے کچھ عوامل کی نشان دہی کی ہے جو اس طرح ہے۔

۱۔ پشتو ہندوستان کی زبانوں میں سب سے قدیم زبان اور افغان تہذیب سب سے قدیم تہذیب ہے۔ اس لئے مابعد کی تمام دوسری زبانوں اور تہذیبوں پر اس پر اثر ہونا لازمی ہے۔

۲۔ ہندوستان میں اول تا آخر تمام یلغاریں شمال مغرب کی طرف سے ہوتی رہیں۔ ان یلغاروں کے ہمراہ ہمیشہ لشکر افغانوں کے ہوتے تھے۔ ان ہی لشکروں میں ایک نئ زبان کی ریختہ تیار ہوا جس نے لشکر کی رعایت سے اُردو نام پایا۔

۳۔ افغانوں کے ملک میں اس (زبان) نے جنم لیا اور اسی آغوش میں پلی بڑھی۔

۴۔ افغانوں کی بنائی ہوئی سراؤں میں پروان چڑھ کر اس نے وضاحت کی سند حاصل کی۔

۵۔ افغانوں کے ساتھ یہ ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچی اور ان کی بستیاں ہی اس کا مرکز بنیں۔

۶۔ افغانوں نے نظم و نثر کی تخلیق کا آغاز کیا اور ہندوستان کے بیشتر عظیم شاعر و ادیب افغانی النسل تھے۔

۷۔ اُردو کو پشتو الفاظ سے پاک کرنے کی شعوری کوششوں کے باوجود آج بھی اس میں پچاس فی صد پشتو الفاظ ہیں۔

۸۔ سرحد کے مرکزی شہروں میں اُردو کی ابتدائی شکل آج بھی ہندکو کی صورت میں رائج ہے جو دکنی زبان سے اتنی مماثلت رکھتی ہے کہ ان کے افعال پر مصدر اور بیشتر الفاظ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔[1]

فارغ بخاری کے پیش کردہ ان عوامل پر ہمارے ایک اور محقق رضا ہمدانی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فارغ بخاری کے ان دلائل کے ساتھ جزوی اختلاف کے باوجود ان کے دعوے کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ اپنے موقف کے ثبوت میں بڑے اعتماد کے ساتھ دلائل و براہین کا لاؤ لشکر لے کر میدان میں اترے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اُردو کی ہر دلعزیزی اور قبولیت عام کی یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ برصغیر کا ہر خطہ اس کے مقط الراس ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ اس میں بقول فارغ بخاری سرحد کو اس لئے خصوصیت حاصل ہے کہ برصغیر پر جس قدر بھی بیرونی یلغاریں ہوئیں ان کا منبع خیبر، سوات، چترال اور پاک افغان سرحدیں ہی تھیں۔ اُردو اگر لشکری زبان ہے جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہوتا ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ ماضی بعید میں جتنی لشکر کشی ہوئی وہ اپنے ساتھ ایک مخلوط زبان بھی لائی جسے بعد میں اُردو کا نام دیا گیا اور اس پر تمام محققین متحدالخیال بھی ہیں کہ اُردو لشکر کشی کی پیداوار ہے۔[۲]

اُردو پر پشتو کے اثرات کے ضمن میں اس تاریخی پس منظر کے بعد، پنجابی پر پشتو کے اثرات کا جائزہ آسانی سے لیا جا سکتا ہے کیونکہ پنجابی اور اُردو میں بذات خود بہت قریبی تعلق اور رشتہ ہے۔

## پنجابی پر پشتو کے اثرات

پنجابی پر پشتو کے تقریبا وہی اثرات ہیں جو اُردو پر ہیں کیونکہ ایک تو پنجابی اور اُردو بہت قریبی تعلق رکھتی ہیں بلکہ پنجابی اور اُردو ایک ہی زبان کے دو نام ہیں۔ اُردو جس طرح قدیم دور میں مختلف علاقائی ناموں سے یاد کی جاتی رہی اس طرح پنجاب کی نسبت سے اس کا ایک نام پنجابی بھی رہاہے جو بہت معمولی تبدیلیوں کے ساتھ پنجابی اب ایک الگ زبان کا نا م پڑ گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرتے ہوئے پشتونوں کا بڑا (مرکز) پشاور کے بعد پنجاب ہوا کرتا ہے۔ لہذا پنجاب کی مقامی آبادی اور مقامی بولیوں کے ساتھ پشتو اور پشتونوں کا اختلاط(Interation) لازمی تھا۔ تیسری بات یہ کہ پنجابی جو پہلے لاہور کی نسبت سے لاھوری اور اس سے پہلے ہندوی، ہندوستانی وغیرہ کے ناموں سے یاد ہوتی رہی، پر پہلے سے پشتو کے اثرات واضح طور پر موجود ہیں۔ لیکن اب چونکہ پنجابی کئی لسانی اور

لہجوی(Dialects) تبدیلیوں کے ساتھ ایک الگ زبان کی حیثیت رکھتی ہے لہذا پنجابی پر پشتو کے اثرات کا جائزہ بھی قدیم دور سے لے کر موجودہ دور تک تدریجی لحاظ سے لینا چاہیے جس کے لئے ضروری ہے کہ پنجابی کے اوریجن کو واضح کیا جائے اور پنجابی کی اُردو ہندی سے نسبت بھی معلوم کی جا ئے اور پھر مجموعی تناظر میں پنجابی پر پشتو زبان کے اثرات کا جائزہ لیا جائے۔

## پنجابی، اُردو اور ہندی

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ پنجابی پہلے لاہوری، اس سے پہلے ہندوستان اور ہندوی کے نا سے یاد کی جاتی تھی جو اصلاً اُردو ہی کی مختلف شکلیں اور مختلف نام ہیں۔ اس لیے ہم پنجابی، اُردو اور ہندی کی یکسانیت اور تعلق کو واضح کرتے ہیں۔ حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں:

> اُردو دہلی کی قدیم زبان نہیں ہے، بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ دہلی میں جاتی ہے اور چونکہ مسلمان پنجاب سے ہجرت کر کے جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہ پنجا ب سے کوئی زبان اپنے ساتھ لے کر گئے ہوں۔ اس نظریے کے ثبوت میں اگر چہ ہمارے پاس کوئی قدیم شہادت یا سند نہیں لیکن سیاسی واقعات اُردو زبان کی ساخت نیز دوسرے حالات ہمیں اس عقیدے کوتسلیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔(۳

نصیر الدین ہاشمی نے شیرانی مرحوم کی رائے سے یوں اختلاف کیا ہے:

> پنجاب کے مولد ہونے کے متعلق مولف " پنجاب میں اُردو"مولانا محمود شیرانی نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے مگر جب تک مسعود کا ہندی دیوان دستیاب نہ ہوا س کی تحقیقات کو صحیح نہیں کہا جا سکتا اور جیسا کہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری کی رائے ہے، پنجابی اُردو کی ماں نہیں ہوسکتی ہے۔۴

اور پھر چند اور ماہرین کے حوالوں سے اس رائے کو مزید تقویت ملتی ہے۔

> موجودہ زمانہ کے ماہرین لسانیات یعنی پروفیسر موسیو جیولس بلاک، پروفیسر ٹرنر، پروفیسر چٹر جی اور ڈاکٹر سید محی الدین قادری کی تحقیقات کی رو سے اُردو کا سر چشمہ وہ زبان ہے جو پنجابی اور برج بھا شا دونوں کی ماں تھی یعنی وہ پراکرت زبان جو مسلمانوں کی آمد کے وقت پشاور سے لے کر الہ آباد تک بولی جاتی تھی۔

پنجابی اور اُردو یا ہندی کی مماثلت اور لسانی تعلق پر اسی لیے تو مباحثے ہوئے ہیں

کہ دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں اور آگے جا کر ایک ہی زبان کے دو نام ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا نے بھی لکھا تھا کہ:

"The nominal (noun) system of Punjabi is very close to that of Hindia5

ترجمہ: " پنجابی کا اسمیاتی نظام ہندی کے بہت قریب ہے"۔

اورپھر گریئرسن نے بھی ہندوستانی کا تاثر پنجابی پر دکھایا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

Hindostani is now supersending punjabi, Punjabi is one of the inner languages, but it contains many forms which have survived either from dardic or from an other dialect (6)

ترجمہ: ہندوستانی ابھی پنجابی کو دھکیلتی جا رہی ہے جبکہ پنجابی ایک اندورنی زبان ہے لیکن اس میں بہت ساری صورتیں ہیں جس نے اب تک سروائیو کیا ہوا ہے یا تو Dardic میں سے یا کسی دوسرے ڈائلیکٹ کی صورت میں۔

اس لحاظ سے اُردو کو پنجابی پر اولیت حاصل ہے۔ جیلانی کامران کی یہ تحقیق بالکل درست ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

اسلامی ہندوستان میں مسلمانوں کے تہذیبی ارتباط و اختلاط سے جو زبان پیدا ہوئی اسے ایک طویل عرصے تک ہندوی کے نام سے پکارا گیا تھا، جسے حافظ محمود شیرانی نے اُردو کا ابتدائی روپ قرار دیا ہے۔ تا ہم اگر اسلامی ہندوستان کے دور میں مسلمانوں کے تمدن کے پھیلتے ہوئے سلسلے کا جائزہ لیا جائے تو یہ احساس ہو گا کہ جہاں کہیں مسلمانوں کا تمدن پہنچا، ہندوی ان کے ہمرا ہ وہاں پہنچتی رہی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کو مقامی طور پر کسی دوسرے نام سے بھی پکار ا گیا۔ پنجاب میں اس زبان کی صورت غیرمنقسم رہی اور اگر یہ کہا جائے کہ پنجابی ہندوی ہے اور اسطرح اُردو زبان ہی کی ایک صورت ہے تو غلط نہ ہو گا۔حافظ محمود شیرانی نے اس ضمن میں اٹھارھویں صدی کے دو شاعروں کی تحریروں کی طرف اشارہ کیا ہے جن کے نام ہیں نامدار خان اور محمد غوث۔ان شاعروں سے دو مرثیے منسوب ہیں جو سکھ سرداروں کی موت پر لکھے گئے تھے ؟ نامدار خان نے رنجیت سنگھ کے دادا سردار چڑت سنگھ کی ناگہانی موت پر پنجابی میں مرثیہ کہا تھا اور محمد غوث نے سردار گور بخش سنگھ کی موت پر غم زدہ اشعار کہے تھے۔ ان دونوں مرثیوں کی زبان (۱۷۷۴ء اور ۱۷۸۳ء) لسانی اعتبار سے اس عہد کی اُردو ہے۔۷

جان بیمز پنجابی کے ساتھ گجراتی بھی ہندی یا اُردو سے متاثر بلکہ مملو کہ زبان قرار

دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"In chronological sequence we may place the Hindi with its subsidary forms gujirati and Punjabi" 8

ترجمہ: زمانی ترتیب سے ہم ہندی زبان کو گجراتی اور پنجابی کے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔

## پنجابی کا لسانی جغرافیہ

پنجابی زبان کہاں کہاں بولی جاتی ہے اس سلسلے میں گریئرسن کی تحقیق ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ گریئرسن لکھتے ہیں:

"The name Punjabi explains itself. It means the language of the Punjabis. An will be seen immediately the name is not a good one, for Panjabi is not by any means the only language spoken in the Province.

Punjabi is the tongue of about 12 millions of people, and is spoken over the greater part the eastern half of the Province of the Punjab, in the northern corner of the State of Bikaner in Rajputana, and in the southern half of the State of Jammu. In the extreme north-east of the Province i.e. in most of the Simla Hill States and Kulu the languages in Pahari. Further South, in the districts lying on or near the right bank of the river Jammna, viz in the eastern half of Umballa, in Karnal, in most of Hissar (and the neighbouring portions of some form of Western Hindi. With these exceptions, we may say that the vernacular of the whole of the eastern Punjab is Panjabi.9

پنجابی کا نام ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ پنجابیوں کی زبان ہے۔ یہ جو ابھی دیکھی جا رہی ہے اس کے لئے یہ نام اتنا اچھا نہیں ہے۔ پنجابی زبان تقریبا 12 ملین آدمیوں کی زبان ہے یہ تقریبا زیادہ مشرقی پنجاب کی آدھی آبادی میں بولی جاتی ہے اور یہ شمالی گوشے راجپوتانہ میں بھی بولی جاتی ہے اور جنوب کے آدھے حصے میں جو جموں سٹیٹ میں آجاتا ہے وہاں بھی بولی جاتی ہے۔ شمال مشرق میں عموماً شملہ پہاڑی علاقہ اور کلچ جھاتا، پہاڑی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ کچھ جنوب میں دریاء جمنا کے قریب بائیں طرف اور مشرق کے امبالا میں اورکرنال کے حصوں میں بھی۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ عام پنجابی زبان وہی مشرقی پنجابی ہے۔

پنجاب کا جغرافیہ اتنا پھیلا ہوا ہے کہ ہندوستان کا بہت اہم ترین حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس وسیع و عریض جغرافیہ میں اگر چہ چھوٹی چھوٹی بولیاں اور مقامی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں لیکن ان تمام بولیوں اور مقامی زبانوں کا مرکز وہی پنجابی ہے جو ہندوی یا اُردو کا دوسرا نام ہے۔ پنجاب کے اس وسیع علاقے میں سے مختلف ادوار میں پشتون مختلف حیثیتوں سے آباد رہے ہیں۔یہاں تک کہ حکمران رہے ہیں اور اس لئے پنجاب اور پنجابی پر اثرات بھی چھوڑے ہیں۔

چونکہ پنجاب کی سرزمین میں قوت انجذاب زیادہ ہے اس لیے یہاں جو لوگ بھی آئے اپنے اثرات چھوڑ گئے۔ یہ بات ڈاکٹر جمیل جالبی نے زیادہ وضاحت سے کی ہے :

> پنجاب جس کا نام بھی مسلمانوں کا رکھا ہوا ہے ہمیشہ سے مختلف اقوام کی آماج گاہ یا راہگزر رہا ہے۔ اس لیے اس علاقے کی زبان پر دوسرے علاقوں کی زبان کے مقابلے میں، سب سے زیادہ بیرونی الفا ظ سب سے پہلے داخل ہو کر جزوزبان بن گئے۔ دراوڑوں سے پہلے کی منڈا قوم سے لے کر مسلمانوں کی آمد تک یہ سلسلہ ہمیشہ اور مسلسل جاری رہا ہے۔ اسی لیے یہاں کے لوگوں میں جذب و قبول، مہمان نوازی، کھلے دل سے نئی باتوں اور نئی چیزوں کو قبول کرنے کا رُجحان زیادہ رہا ہے ۔[۱۰]

یہی وجہ ہے کہ خود اہل پنجاب نے باہر سے آنے والے اقوام کی زبانوں کے اثرات قبول کیے ہیں اور باہر سے پنجاب میں آنے والی اقوام کون تھیں؟ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ پشتونوں نے پنجاب میں ہر دور میں اپنے گہرے اثرات چھوڑے ہیں اور پھر ملتان تو تھا ہی پشتونوں کا۔ اس لیے سب سے زیادہ اثرات ملتان پر ہیں۔

اس سلسلے میں کچھ اشارے ڈاکٹر جمیل جالبی نے کیے ہیں جنہوں نے پنجاب کو آئے ہوئے مسلمانوں میں ملتان و سرحد کو بھی شامل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

> پنجابی لہجہ آہنگ، تلفظ اور محاورہ شروع ہی سے اُردو زبان کے مزاج اور خون میں شامل رہاہے۔ اُردو کو اہل پنجاب ہی نے اپنے سینے سے دودھ پلا کر پالا پوسا، اور بڑا کیا ہے۔ اُردو کی روایت اور تاریخ میں پنجاب اسی طرح شامل ہے جس طرح انسانی رگوں کے اندر دوڑے ہوئے تازہ خون میں سرخ و سفیدجسیمے۔ تاریخ گواہ ہے کہ شمال سے، جو لوگ بھی دہلی میں آباد ہوئے جن میں بادشاہوں سے لے کر سپاہی پیشہ اور دوسرے سب طبقوں

کے لوگ شامل تھے، پنجاب و ملتان و سرحد کی طرف سے آ کر برصغیر کے طول و عرض میں پھیلے تھے۔ اسی لیے پنجابی اور اُردو کے تعلق کو دیکھنے کے لئے نہ صرف ان مشاہیر کی خدمات کا جائزہ لینا ہو گا جو تمام عمر پنجاب میں رہے بلکہ ان کا بھی جو پنجاب سے جا کر سارے برعظیم کے طول و عرض میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے جو ہر دکھاتے رہے۔[۱۱]

ڈاکٹر میمن عبد المجید سندھی نے پنجابی زبان کو مشرق و مغرب میں تقسیم کر کے ان مباحث کو اور بھی پھیلایا ہے۔ اس زبان کا نام پنجابی سے پہلے لاہوری بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعد میں اس علاقے کی زبان کا نام " پنجابی " مشہور ہوا۔ یعنی لاہوری کی بجائے پنجابی زبان کا لفظ عام ہوا....شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی تعلقات کی بناء پر مغربی پنجاب، کابل او ر قندھار کے ساتھ ملحق رہا ہے جبکہ مشرقی پنجاب مدھیش کا اہم حصہ تھا....پنجابی محققین کی نظر میں پنجابی زبان کی تین شکلیں ہیں۔ ایک پنجابی جس کا علاقہ لاہور، راولپنڈی، جالندھر اور دوسرے علاقوں پر مشتمل ہے، اس کو مشرقی پنجابی بھی کہا جاتا ہے۔ ملتان ڈیرہ جات اور پشاور میں جو زبانیں بولی جاتی ہیں، اس زبان کو پنجابی محققین پنجابی زبان کی دوسری قسم مغربی پنجابی کہتے ہیں۔

ان بیانات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خود پنجابی زبان جن زبانوں سے متاثر ہے ان میں سب سے ممتاز پشاور اور افغانستان کی زبان پشتو ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وہی پشتونوں کا پنجاب میں توطن ہے۔ پنجابی نے اُردو پر جو اثرات مرتب کیے ہیں، پشتونوں اور ان کی زبان کا اس میں بہت بڑاحصہ ہے۔

## لسانی اشتراک

پہلے مباحث میں بتایا جا چکا ہے کہ پنجابی لسانی اعتبار سے اُردو سے بہت قریب ہے بلکہ آگے جا کر اُردو ہی سے ملتی ہے جس طرح اُردو کے اور علاقائی نام تھے جیسے ہندی، دکنی، گجراتی، دہلوی وغیرہ اسی طرح اُردو کا ایک نام لاہوری بھی تھا جو بعد میں پنجابی ہوا۔ لہذا اُردو پر پشتو کے جو اثرات ہیں تقریبا وہی اثرات پنجابی پر بھی ہیں۔ اس لیے زیادہ تفصیلات پیش کرنے کے ضرورت نہیں۔ البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ جدید پنجابی تلفظ (Pronounciation) اور کسی حد تک لغوی ذخیرے (Vocabulary) کے حوالے سے اُردو

سے دور ہوتی جا رہی ہے اسی طرح پشتو کے اثرات سے بھی محفوظ ہوتی جا رہی ہے۔پنجابی جتنی قدیم ہوتی ہے، اتنی اُردو سے قریب ہوتی اور اور اسی طرح پشتو کے اثرات کی لپیٹ میں آتی ہے۔اسی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ پنجاب کے ساتھ پشتونوں کا جغرافیہ بھی مشترک ہے ۔تاریخی اور ثقافتی اقدار میں بھی پشتونوں نے پنجابیوں کو متاثر کیا ہے اور پنجابی زبان کو بھی متاثر کیا ہے۔

پنجابی ایک طرف تو اُردو کی طرح ہے اور دوسری طرف اُردو نے اُن زبانوں سے بھی لغوی ذخیرہ لیا ہے جن زبانوں نے پشتو سے استفادہ کیا ہے لہذا پنجابی میں کچھ وہ الفاظ ہیں جو بنیادی طور پر پشتو کے ہیں اور کچھ وہ الفاظ ہیں جو اُردو اور دیگر زبانوں میں بھی مروّج ہیں لیکن پشتو سے متاثر ہیں۔اس قسم کے الفاظ کی چند مثالیں پیش نظر ہیں جو اُردو اور دیگر زبانوں میں اور پنجابی میں مشترک ہیں لیکن پشتو سے بھی متاثر ہیں۔

| اُردو | پشتو | پنجابی |
|---|---|---|
| آری | آری | آری |
| آرام | آرام | آرام |
| آزادی | آزادی | آزادی |
| آمدن | آمدن | آمدن |
| آواز | آواز | آواز |
| چولہا | انگیٹھی | انگیٹھی |
| اجازت | اجازت | اجازت |
| اچار | اچار | اچار |
| بس | وس | وس |
| بانگ/ اذان | بانگ | بانگ |
| تسلی | تسلی | تسلی |
| دارو | دارو | دارو |

| | | |
|---|---|---|
| بار | وار | وار |
| بالٹی | بالٹے | بالٹے |
| ترکان | ترکان | ترکھان |
| بیلچہ | بیلچہ | بیلچہ |
| پیدل | پیدل | پیدل |
| تالا | جندرا | جندرہ |
| پورا/ ثابت | ثابت | ثابت |
| چرخہ | چرخہ | چرخہ |
| سیانہ | سیانہ | سیانہ |

دیئے گئے مشترک الفاظ ایک لسانی اور لغوی ثبوت ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ تہذیبی و تاریخی پس منظر بھی اجاگر کرتا ہے کہ پنجابی زبان کئی مشرقی زبانوں سے متاثر ہونے کے ساتھ پشتو زبان سے بھی اخذ و اکتساب کرتی رہی ہے۔ آج کی پنجابی کے جتنے بھی لہجے موجود ہیں سب پر پشتو ن زبان کے تہذیبی ولسانی اثرات واضح ہیں۔ البتہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پنجابی پر فارسی، عربی، سندھی اور چند دیگر مشرقی زبانوں کے اثرات بھی نمایاں ہے کیونکہ پشتو پنجاب کے اطراف وا کناف میں کافی عرصہ سے پھیلے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً پنجابی زبان پشتونوں کی زبان اور ثقافتی منظر نامہ سے مستفید رہی ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ بخاری فارغ، *ادبیات سرحد* (جلد سوم) نیا مکتبہ پشاور۱۹۵۵ء، ص ۱۹، ۲۰

۲۔ ہمدانی، رضا، *قومی زبان و ادب کی ترقی میں سرحد کا حصہ*، مشمولہ، قومی زبان کی ترقی میں صوبوں کا حصہ، مرتبہ اعجاز راہی مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۸۵ء ص۲۱

۳۔ شیرانی، حافظ محمود، *پنجاب میں اُردو* (حصہ اول) مقتدار قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۸ء ص ۸

۴۔ ہاشمی، نصیر الدین، *دکن میں اُردو*، انجمن ترقی اُردو دہلی، ۱۹۸۵ء ص۳۳

۵۔ Indo-Arian Languages in *Encyclopaedia Britanica*

۶۔ rierson (G.A) Linguistic Survey of Pakistan V.I, P.119

۷۔ کامران، جیلانی، *قومیت کی تشکیل اور اُردو زبان*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۹۲ء، ص؛۴۷،۴۸

۸۔ Beams, John, *Comparative Grammer of the Modern Arian Languages of India,* V.1, London 1872, p.120

۹۔ Geierson (G.A), *Linguistic Survey of Pakistan,* V.IV, p.607, 608

۱۰۔ جالبی جمیل، ڈاکٹر، *تاریخ ادب اُردو* (جلد اول) انجمن ترقی اُردُو لاہور،ص : ۵۹۹

۱۱۔ ایضا، ص ۵۹۳

۱۲۔ سندھی، عبد المجید، ڈاکٹر، *لسانیات پاکستان*، مقتدارہ قومی زبان، اسلام آباد ،۱۹۹۲ء،ص:۳۱۸تا ۳۲۰